پروفیسر ڈاکٹر صوفیہ یوسف* پروفیسر ڈاکٹر یوسف خشک**

ایک کہانی دو تکنیکس

Abstract: *Ahmet Umit and Elif Shafak are two seminal fiction writers of Turkish language and literature. Ahmet Umit novels are loaded with cryptic and curious elements using historic and political background he builds a setting of curiosity. Whereas Elif Shafak's topics of novels possess a sufi resolve & philosophy. Both these writers use two seperate techniques, and fiction as a medium to explain Jalal-ud-Din Rumi and Shams Tabrez's association in a story.*
This research paper critically analyses Ahmet Umit Novel "Bab-i-Esrar" (The Deervish Gate) and Elif Shafak's novel chalees charagh Ishaq ke (ASK).

احمت امیت (۱۹۶۰) اور ایلف شفق (۱۹۷۱) کا شمار جدید ترکی ادب کے مقبول ترین فکشن نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی تحریریں دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ دونوں کا اسلوب نگارش و موضوعات مختلف ہیں۔ جیسے احمت امیت تاریخی و سیاسی پس منظر کو بیان کرنے کے لئے تجسس اور پراسراریت کی فضا تخلیق کرتے ہیں۔ ان کے زیادہ تر ناول سسپنس اور Crime fiction پر مبنی ہیں۔ جبکہ ایلف شفق کے موضوعات میں صوفی ازم، فلسفہ، سیاست اور فیمنزم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

روحانیت اور فلسفے کو بنیاد بنا کر صوفی ازم کی تعلیمات پر مبنی احمت امیت کا ناول "باب اسرار" ۲۰۰۸ میں شائع ہوا۔ اس ناول کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنی اشاعت کے پہلے ہی مہینے میں اس کی پینتالیس ہزار کاپیاں فروخت ہوئیں اور ابتدائی پانچ مہینوں میں ایک لاکھ سے زائد کاپیاں فروخت ہوئیں جو ایک ریکارڈ ہے۔ ناول کا مرکزی خیال مولانا روم اور شمس تبریز کے باہمی صوفی تعلق، شمس تبریز کی اچانک گمشدگی اور معمہ قتل ہے۔ احمت امیت کے اس ناول کا اردو ترجمہ ۲۰۱۵ میں شائع ہوا۔

۲۰۱۰ء میں رومی اور شمس تبریز کے تعلق سے صوفی ازم کے فلسفے اور تعلیمات پر مبنی ایلف شفق کا ناول ترکی زبان میں "ASK" کے عنوان سے شائع ہوا اور اس ناول نے بھی مقبولیت کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ بی بی سی نیوز نے اس ناول کو ۱۰۰ بااثر ترین کتب کی فہرست میں شامل کر لیا ہے (۱)۔ ناول کی اب تک سات لاکھ سے زائد کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں اس کا اردو ترجمہ ۲۰۱۷ء میں "چالیس چراغ عشق کے" کے نام سے شائع کیا گیا۔

* چیئرپرسن، شعبہ اُردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور
** پرووائس چانسلر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور۔

ان دونوں ناولوں کی مقبولیت کی عمومی وجوہات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ادب اور فکشن کو پڑھنے والوں کا حلقہ بڑھ رہا ہے، احمت امیت اور ایلف شفق کی تحریروں کو پسند کرنے والے قارئین زیادہ ہیں، یا پھر یہ کے رومانیت اور سسپنس کے موضوعات میں دل چسپی لینے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان ناولوں کی مقبولیت کی اہم وجہ ۱۳ ویں صدی کی دو اہم اور اثر انگیز شخصیات مولانا جلال الدین رومی اور شمس تبریز کے تعلق کے گرد موجود پر اسراریت اور ان کی تعلیمات جو مذہب، رنگ، نسل، جنس، زبان اور علاقائیت سے ماورا انسان کے لئے امن و محبت، برداشت، رواداری و بردباری کا پرچار کرتی ہیں، یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس نے ان دونوں ناولوں کو مقبول عام کا درجہ عطا کیا:

> "مذاہب دریاؤں کی مانند ہیں وہ سب ایک ہی سمندر کی جانب بہتے ہیں۔ مقدس مریم دردمندی رحم، شفقت اور غیر مشروط محبت کی علامت ہیں وہ انفرادی ہیں اور آفاقی بھی۔ ایک مسلمان عورت کی حیثیت سے بھی تم ان سے عقیدت رکھ سکتی ہو"۔(۲)

صوفی ازم انسانوں کو یک جا کرنے کی بات کرتا ہے اس ہی لئے اس کی نظر میں خدا کی تمام مخلوق پیار کے قابل ہے، کوئی بھی مذہب انسان سے نفرت کرنے کا سبق نہیں دیتا یہ انسان کے اندر کا وہ شر ہے جو طاقت کے حصول کے لئے کبھی مذہب، زبان، نسل و علاقائیت کو بنیاد بنا کر دنیا کے امن کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس ہی لئے صوفی ازم ظاہر کے مقابلے میں باطن پر زور دیتا ہے۔

> "عیسائی، یہودی اور مسلمان اُن مسافروں کی طرح ہیں۔ جہاں لوگ ظاہری صورت پر جھگڑتے ہیں۔ صوفی درویش کو اصل جوہر کی طلب ہوتی ہے"۔(۳)

احمت امیت اپنے ناول "باب اسرار" میں اپنے مخصوص انداز میں دو متوازی بیانیوں کے ذریعے اپنی کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ایک ہم عصر بیانیہ ہے جس میں کیرن کیمیا گرین وڈ جو برطانیہ کی ایک انشورنس کمپنی کی تفتیش کار ہے۔ اور اسے قوینہ (ترکی) میں ایک ہوٹل میں ہونے والی آتش زدگی کی تفتیش کے لئے بھیجا گیا ہے۔ کیرن کیمیا گرین وڈ کے والد ترک النسل صوفی اور والدہ انگریز کو بچپن میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ کیرن کیمیا اتنے برس گزرنے کے باوجود یہ سمجھ نہیں پائی کہ ایک پیار (Payraz) ہے جو کیرن کو پیراز کرنے والا باپ اور شوہر کیسے اپنی بیٹی اور بیوی کو تنہا چھوڑ کر جا سکتا ہے، ایسی کون سی شے ہے کہ جس کی چاہ کسی انسان کو اپنے پیاروں سے دور لے جاسکتی ہے؟ کیرن ان ہی سوالوں کے ساتھ بڑی ہوئی تھی۔ اب جب اُسے ترکی کے سفر کا موقع ملتا ہے تو جہاں وہ انشورنس کمپنی کے لئے کیس کی تفتیش اور آتش زدگی کے حقائق تلاش کرتی ہے، وہیں جہاز کے ترکی لینڈ کرتے ہی اس کا بچپن، والد کے ساتھ بتایا ہوا وقت اور اس کا ماضی آنکھوں کے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں۔

فلیش بیک کی تکنیک کی مدد سے دوسرا اور مرکزی بیانیہ، رومی اور شمس کا باہمی صوفی تعلق، شمس کی گمشدگی اور معمۂ قتل کے ذریعے ایک ماورائی کردار اس کے والد کے حوالے سے ان تمام سوالوں کے جواب تلاش کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے جو بچپن سے اسے

پریشان کیے ہوئے تھے۔ کیرن کیمیا گرین وڈ ایک ماورائی کردار کے ذریعے کس طرح حال سے ماضی کا سفر کرتے ہوئے بہت ہی آسانی کے ساتھ پیچیدہ باطنی وظاہری مسائل کو سلجھاتی ہے:

"بھول جاؤ! اس نے ایسی نرم آواز میں حکم دیا جیسے نسیم صبح میرے بالوں کے ساتھ کھیل رہی ہو، وہ بھول جاؤ جو تم اپنے ساتھ اس دوسری پرانی دنیا سے لائی ہو۔ ایک انجاں زندگی تمھارا انتظار کر رہی ہے۔ ایسی دنیا جو سات سو سال نئی ہے۔ تم مقدس آدمیوں کے اس شہر میں جو تجربہ کرنے والی ہو اس کا کوئی ثانی نہیں۔ تم اَن جانے کا جونو گی، اور اَن دیکھے کو دیکھو گی۔ اب تم اس شہر کو جو سات سو سال کم تباہ شدہ ہے اسے اپنے آپ کو ایک نئی روح سے بھرنے دو اور جو کچھ یہاں ہوا ہے اسے سکھانے دو۔ کیرن یا شمس اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ کیا ہم سب ایک ہی سانچے سے نہیں بنے؟ کیا ہم سب ایک ہی طرح کا سانس لے کر اس دنیا میں داخل نہیں ہوئے؟"۔(۴)

ایلف شفق کا ناول چالیس چراغ عشق میں تیرہویں صدی کی ایک علمی شخصیت مولانا روم اور ان کے روحانی استاد شمس تبریز سے ملاقات اور اس ملاقات کے نتیجے میں مولانا روم کی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کو بیان کرنے کے لئے عہد جدید میں امریکہ کی ایک چالیس سالہ خاتون خانہ ایلا جو تین بچوں کی ماں کو کردار کے طور پر لایا گیا ہے جو پُر آسائش زندگی گزارنے کے باوجود شوہر کی طرف سے نظر انداز کیے جانے کی وجہ سے ذہنی طور پر پُر سکون نہیں ہے۔

ایلا کی زندگی میں تبدیلی کا آغاز تب ہوتا ہے جب وہ ایک پبلشنگ ایجنسی کے لئے کام کا آغاز کرتی ہے۔ اس کی اولین اسائنمنٹ ایک ناول کو پڑھ کر اس پر تبصرہ کرنا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ ناول کے مصنف عزیز اظہار سے ای میل اور فون کے ذریعے رابطہ کرتی ہے۔ وہ اس مصنف کو بن دیکھے اس کے نظریات وخیالات سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرنے لگتی ہے۔ حالانکہ عزیز سے رابطے سے قبل اس کا یہ یقین تھا کے محبت ایک فضول چیز ہے لیکن اب ایلا کو احساس ہوتا ہے کہ محبت کے بغیر زندگی نامکمل ہے۔ ایلا اپنا گھر بار چھوڑ کر عزیز کے ساتھ قونیہ آجاتی ہے۔:۔

"کیوں کے محبت ہی زندگی کا جوہر اور مقصد ہے۔ جیسا کہ رومی نے ہمیں یاد دلایا۔ یہ ہر کسی پر وار کرتی ہے، ان پر بھی جو محبت سے گریزاں ہوتے ہیں۔۔۔ حتیٰ کہ ان پر بھی جو "رومان پسند" کے الفاظ کو ناپسندیدگی کی نشانی سمجھتے ہیں"۔(۵)

ان دونوں ناولوں کا مرکزی خیال آج کی اس جدید دنیا میں صوفی ازم کی اہمیت اور مولانا روم و شمس تبریز کا باہمی تعلق ہے۔ دونوں ناول نگاروں نے اس بنیادی خیال کو اپنے اپنے منفرد انداز میں مختلف تیکنیک کے ذریعے پیش کیا ہے۔ احمت امیت کا فوکس تیرہویں صدی میں ہونے والے قتل کے پر اسرار معمے کا حل اور ان کرداروں اور فِطرت انسانی کو سمجھنے کی کوشش ہے جن پر معاشرتی دباؤ کی وجہ سے آج بھی بات کرنا منع ہے۔ ایلف شفق کے ناول کا پلاٹ سادہ ہے، وہ رومی و شمس کے حوالے سے اس محبت کے معترف ہیں جو دنیا کو بدلنے کی طاقت رکھتی ہے جو صرف دل کا کہا ماننے پر اسرار کرتی ہے اور نفع ونقصان کی پروا نہیں کرتی، جو غیر مشروط ہے۔

ایلف شفق تیرہویں صدی کی دنیا کے سیاسی اور معاشرتی حالات کی منظر نگاری کرتے ہوئے اکیسویں صدی کی دنیا سے اس کی مماثلتیں تلاش کرتی ہے۔ اول الذکر میں طاقت و اختیار کے حصول کے لئے مذہبی، سیاسی و تہذیبی تصادم اپنے عروج پر تھا موجودہ عہد کا منظر نامہ اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے:۔

"۔۔۔۔۔ دونوں صدیاں (تیرہویں، اکیسویں) تاریخ میں بے مثال مذہبی تصادم، ثقافتی غلط فہمیوں اور دوسروں سے خوف زدہ ہونے اور ایک عمومی احساس عدم تحفظ کے ادوار کے طور پر قلم بند کی جائیں گی۔ ان جیسے زمانوں میں محبت کی ضرورت ہمیشہ سے کہیں زیادہ ہے"۔(۶)

انسانی تاریخ میں کئی ایسے ادوار آئے جب انسان کے ہاتھوں انسانیت کی تذلیل کی گئی اور لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ اگر ہم یہ سمجھنے میں کامیاب ہو جائیں کہ ہمارا حقیقی مسئلہ کیا ہے اور ہمیں کس کے خلاف جنگ لڑنی ہے تو یقیناً ہم بہتری کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

"سب سے بڑی جنگ وہ ہوتی ہے جو ہم اپنے نفس کے خلاف لڑتے ہیں۔ بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ ہم روشنی تک پہنچ گئے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاؤں ابھی بھی کنول کی بیلوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ہمارے دلوں میں گرانی کا احساس ہوتا ہے۔ جو ہمارا راستہ روکتا ہے یہ ہمیں پیچھے کی طرف کھینچتا ہے۔ جب کہ آگے بڑھتے جانا ہی ہمارے سفر کا اصل جوہر ہوتا ہے۔ ہمارے دل الوہی عشق کے وزن سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتے ہر وہ تعلق جو ہماری روح کو قید کرتا ہے اس سے کنارہ کشی ضروری ہوتی ہے اسی کا نام درویش ہے"۔(۷)

مادہ پرستی کے اس عہد میں جہاں انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں۔ عقیدے مذہب و تہذیب کے نام پر دنیا تیسری عالمی جنگ کے دھانے پر کھڑی ہے چنانچہ اس منظر نامے میں محبت کی ضرورت و اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس کے بارے میں ایلف شفق اور احمت امیت اپنی رائے کا اظہار ناول کے کرداروں کے ذریعے یوں کرتے ہیں:

"محبت آب حیات ہے؛ اور محبت روح آتش! جب آتش، آب سے محبت کرنے لگے تو کائنات مختلف طور پر محو گردش ہوتی ہے ایک نئے سانچے میں ڈھلنے لگتی ہے"۔(۸)

"یہ روحانیت ہے، یہ عشق ہے، عشق کی قیمت صرف ایک ہے اور وہ ہے انسان کی زندگی۔ وہ عشق جسے موت کے ذریعے متبرک نہ بنایا جائے وہ اصل میں عشق ہی نہیں"۔(۹)

شمس تبریز جو مولانا روم کے روحانی استاد ہیں اور جن سے ملاقات نے ان کی زندگی کو یکسر بدل دیا شمس اور وہ ایک دوسرے کے لئے لازم وملزم ہو گئے:۔

"شمس وہ شخص ہیں جو مولانا روم کے مقامی مذہبی عالم سے ایک مشہور عالم شاعر اور صوفی میں تبدیلی کے ذمہ دار تھے۔۔۔ کچھ لوگوں میں شمس تبریز کے مساوی کوئی شخصیت موجود ہو بھی مگر اہم بات یہ ہے کہ وہ رومی کہاں ہیں جو اُسے پہچان پائیں"۔(۱۰)

باب اسرار میں شمس تبریز کی کسی ایسے ساتھی کی تلاش میں ہیں جو ان کی بات کو سمجھ سکے اور پھر مولانا روم کے ساتھ ان کی اولین ملاقات کو کچھ یوں پیش کیا گیا ہے:۔

۔۔۔۔یہ تھا وہ آدمی جسے میں کتنے برسوں سے تلاش کرتا چلا آرہا تھا۔ وہ آدمی جسے میں تمام زمینوں میں، چاروں موسموں میں تلاش کرتا رہا تھا۔ یہ تھا وہ جو مجھ سے منسوب کیا گیا تھا۔۔۔ وہ شمس تبریز اور رومی کی پہلی جائے ملاقات کو مرج البحرین کہتے ہیں۔(۱۱)

جب شمس کو اچانک قتل کر دیا جاتا ہے تو مولانا ان کی جدائی میں بے کل و پریشان حال ہو گے۔ اس جدائی کو مولانا رومی کے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"اپنے محبوب سے محرومی پر آپ یوں ہی بدل جاتے ہیں۔۔۔۔ یہ تمھاری شاہانہ ذات کو خاک میں تحلیل کر کے اندر کے درویش کو باہر لے آتا ہے۔ اب جب کہ شمس ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے ہیں۔ میں بھی رخصت ہو چکا ہوں۔ میں اب کوئی عالم یا مبلغ یا واعظ نہیں رہا، میں عدم کی تجسیم ہوں، یہی میری فنا ہے یہی میری بقا"۔(۱۲)

کائنات ایک راز ہے جس کو جاننے کے لئے انسان سرگرداں ہے۔ اس کا فہم و شعور کتنے ہی رازوں سے پردا اٹھا چکا ہے لیکن انسان کا اپنا دماغ ایک ایسا راز ہے جسے ابھی تک سلجھایا نہیں جا سکا:

"انسانیت کا سب سے بڑا راز دماغ ہے یہ کیسے کام کرتا ہے اور کس حد تک یہ ابھی تک جانا نہیں جا سکا۔ ہم اپنے جینز کے اندر پروگرام شدہ اربوں چیزوں سے کتنے آگاہ ہیں۔۔ ہماری سائیکی (دماغ) کتنی چیزیں محو کر دیتی ہے اور کتنی محفوظ رکھتی ہے؟ یہ سب ایک بڑی پہیلی ہے"۔(۱۳)

انسان کو اپنی ذات کی گرہیں کھولنے اور انہیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی ذات کو سمجھنے کے بعد ہی کائنات کے رازوں کو سلجھایا جا سکے گا:۔

"درحقیقت، خدا کی تمام مخلوق صبر کے دھاگے کے ساتھ ایک دوسرے سے بندھی ہوئی ہے دنیا صبر کے گرد گھومتی ہے، کیوں کہ سورج اور چاند کو بھی وقت کی ضرورت ہوتی ہے صبر کرو، اسرار بحر صبر میں نہاں ہیں۔ بڑے رازوں سے پردہ اٹھانے کے لئے تمھیں اس میں غوطہ زن ہونا سکھانا چاہیے"۔(۱۴)

جب انسان مایوس ہو جاتا ہے تھک جاتا ہے اور ہمت ہار دیتا ہے تو صبر ہی وہ جوہر جو اسے نااُمیدی سے بچا کر از سر نو اپنے مقصد کے حصول کی جدوجہد کے لئے تیار کرتا ہے:

"آپ سمجھتے ہیں کہ آپ مزید زندہ نہیں رہ سکتے، آپ سوچتے ہیں کہ آپ کی روح کی روشنی بجھ چکی اور یہ کہ آپ اب ہمیشہ تاریکی میں رہیں گے۔ لیکن جب آپ کو ایسی ٹھوس تاریکی نگل لے، جب آپ کی دونوں آنکھیں دنیا سے بند ہو جائیں تو آپ کے قلب میں تیسری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور تب ہی آپ کو ادراک ہوتا ہے کہ بصارت، باطن سے

تضاد رکھتی ہے۔ محبت کی آنکھ یا نگاہ سے بہتر اور تیز نگاہ کوئی آنکھ نہیں، رنج ایک اور موسم اور ایک اور وادی، آپ کی ایک اور ذات لاتا ہے اور محبوب جو کہیں دکھائی نہیں دیتا آپ اُسے چہار سو دیکھنے لگتے ہیں"۔(۱۵)

یہ ہی وہ بنیادی فلسفہ ہے جو انسانوں کو گہرائی میں جاکر سوچنے پر مجبور کرتا ہے اس کے ذریعہ انسان ہر طرح کی تفریق و امتیاز کو ختم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ "بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا"۔(۱۶) اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو ہماری دنیا ایک بہتر اور پر امن دنیا بن جائے گی۔

احمت امیت اور ایلف شفق کی تحریروں کو پسند کرنے والے قارئین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان دونوں تخلیق کاروں نے ایک موضوع کو دو مختلف زاویوں سے پیش کیا جو اپنے قاری کو اس طرف راغب کرتا ہے کے مسائل کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے انھیں مختلف زاویوں اور نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو نہ صرف نظری وسعت پیدا ہوتی ہے بلکہ ہم دوسروں کا نقطہ نظر سمجھنے اور اختلاف کو برداشت کرنے کے بھی قابل ہو جاتے ہیں۔

حوالہ جات:۔

۱۔ www.bbc.co.uk/books dated November 5, 2019

۲۔ ایلف شفق (۲۰۱۷) چالیس چراغ عشق کے، ہما انور (مترجم) جمہوری پبلیکیشنز پاکستان ص ۳۲۱۔

۳۔ ایضاً ص ۳۲۰۔

۴۔ احمت امیت (۲۰۱۵) باب اسرار، محمد شفیق (مترجم)، جمہوری پبلیکیشنز پاکستان ص ۱۳۱۔

۵۔ چالیس چراغ عشق کے، ص ۴۵۔

۶۔ ایضاً ص ۴۵ تا ۴۴۔

۷۔ باب اسرار، ص ۴۰۳۔

۸۔ چالیس چراغ عشق کے، ص ۱۷۳۔

۹۔ "باب اسرار" ص ۱۳۲۔

۱۰۔ چالیس چراغ عشق کے ص ۲۰۶۔

۱۱۔ باب اسرار ص ۱۴۱۔ ۱۳۷۔

۱۲۔ چالیس چراغ عشق کے، ص ۳۶۱۔

۱۳۔ ایضاً ص ۱۴۹۔

۱۴۔ باب اسرار، ص ۱۲۹۔

۱۵۔ چالیس چراغ عشق کے، ص ۳۶۳۔

۱۶۔ خواجہ میر درد، دیوان درد، علی محمد خاں (ترتیب) ۲۰۰۹ الفیصل ناشران کتب ص ۲۷۔

☆☆☆☆☆